اُمراؤ جان

ادا

لطف ہے کون سی کہانی مین،
آپ بِیتی کہون کہ جگ بیتی،

سُنیے مرزا رسوا صاحب۔ آپ مجھ سے کیا چھیڑ چھیڑ کے پوچھتے ہین۔ مجھ کم نصیب کی سرگذشت مین ایسا کیا مزا ہے جسکے آپ مشتاق ہین۔ ایک ناشاد نامراد۔ وطن آوارہ۔ خانمان برباد۔ ننگ خاندان۔ عار دو جہان کے حالات سُنکے مجھے ہرگز امید نہین کہ آپ خوش ہون۔ اچھا سنیے۔ اور اچھی طرح سنیے۔

باپ دادا کا نام لے کے اپنی سرخروئی جتانے سے فائدہ کیا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ مجھے یاد بھی نہین۔ ہان اِتنا جانتی ہون کہ فیض آباد مین شہر کے کنارے کسی محلّے مین میرا گھر تھا۔ میرا مکان پختہ تھا۔ آس پاس کچھ کچے مکان۔ کچھ جھونپڑے۔ کچھ کھپریلین۔ رہنے والے بھی ایسے ہی ویسے لوگ ہونگے۔ کچھ بہشتی۔ کچھ نائی۔ دھوبی۔ کہار۔ میرے مکان کے سوا ایک اونچا گھر اِس محلّے مین اور بھی تھا۔ اِس مکان کے مالک کا نام دلاور خان تھا۔

میرے ابّا بہو بیگم صاحبہ کے مقبرے پر نوکر تھے۔ معلوم نہین کاہے مین اسم تھا۔ کیا تنخواہ تھی۔ اِتنا یاد ہے کہ لوگ اونکو جمعدار کہتے تھے۔

جب سے مین اپنا قصّہ شروع کرتی ہون میرا سِن گیارہ برس کا تھا۔ میرا ایک چھوٹا بھائی تھا اوسکا سِن کوئی تین برس کا ہوگا۔

دن بھر مین اپنے بھائی کو کِھلایا کرتی تھی۔ اور وہ بھی مجھ سے اِسقدر ہلا ہوا تھا کہ دم بھر کے لیے نہ چھوڑتا تھا۔

ابا جب شام کو نوکری پر سے آتے تھے اوس وقت کی خوشی ہم بھائی بہنون کی کچھ نہ پوچھیے مین کمر سے لپٹ گئی۔ بھائی ابا ابا کر کے دوڑا دامن مین چمٹ گیا۔ ابا کی باچھین مارے خوشی کے کھلی جاتی ہین۔ مجکو چمکارا پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ بھیا کو گود مین اوٹھا لیا۔ پیار کرنے لگے۔ مجھے یاد ہے کہ کبھی خالی ہاتھ گھر نہ آتے تھے۔ کبھی دو کتارے ہاتھ مین ہین۔ کبھی بتاسون یا تل کے لڈوؤن کا دونا لیے ہوئے ہین۔ اب اسکے حصے لگائے جا رہے ہین۔ اُس وقت بھائی بہنون مین کس مزے کی لڑائیان ہوتی تھین۔ وہ کتارا چھیننے لیے جاتا ہے مین مٹھائی کا دونا چھپائے لیتی ہون۔ امان سامنے کھپریل مین بیٹھی کھانا پکا رہی ہین ابا ادھر آکے بیٹھے نہین ادھر میرے تقاضے شروع ہو گئے۔ "ابا اللہ گڑیان نہین لائے "دیکھو میرے پاؤن کی جوتی کیسی ٹوٹ گئی ہے۔ تمکو تو خیال ہی نہین رہتا" "لو ابھی تک میرا طوق سنار کے ہان سے بن کے نہین آیا چھوٹی خالہ کے لڑکے کی دودھ بڑھائی ہے بھی مین کیا پہن کے جاؤنگی؟ چاہے کچھ ہو عید کے دن تو مین نیا جوڑا پہنون گی" ہان مین تو نیا پہنونگی" جب امان کھانا پکا چکین۔ مجھے آواز دی۔ مین گئی روٹی کی ٹوکری اور سالن کی پتیلی اوٹھا لائی۔ دسترخوان بچھا۔ امان نے کھانا نکالا۔ سب نے سر جوڑ کے کھانا کھایا۔ خدا کا شکر کیا۔ ابا نے عشا کی نماز پڑھی سو رہے۔ صبح کو تڑکے ابا اُٹھے۔ نماز پڑھی اُسی وقت مین کھڑک سے اوٹھ بیٹھی پھر فرمایشین شروع ہو گئین۔

"میرے ابا۔ آج نہ بھولنا۔ گڑیان ضرور لیتے آنا۔ ابا شام کو بہت سارے امرود اور نارنگیان لانا . . . . .

ابا صبح کی نماز پڑھ کے وظیفہ پڑھتے ہوئے کوٹھے پر چڑھ جاتے تھے۔ کبوترون کو کھول کے دانہ دیتے تھے ایک دو ہوا اوڑاتے تھے۔ اتنے مین امان جھاڑو بہارو سے فراغت کر کے کھانا تیار کر دیتی تھین کیونکہ ابا پہر دن چڑھے سے پہلے ہی نوکری پر چلے جاتے تھے۔ امان سینا۔ پرونا۔ لے کے بیٹھتی تھین۔ مین بھیا کو لے کے کہین محلے مین نکل گئی یا دروازے پر املی کا درخت تھا وہان چلی گئی۔ ہمجولی لڑکیان لڑکے جمع ہوئے۔ بھیا کو بٹھا دیا۔ خود کھیل کود مین مصروف ہو گئی۔ ہائے کیا دن تھے۔ کسی بات کی فکر ہی نہ تھی۔ اچھے سے اچھا کھاتی تھی۔ بہتر سے بہتر پہنتی تھی کیونکہ ہمجولی لڑکے لڑکیون مین کوئی مجکو اپنے سے بہتر نظر نہ آتا تھا۔ دل کھلا ہوا تھا۔ نگاہین بھی بھوکی نہ تھین۔ جہان مین رہتی تھی وہان کوئی مکان

میرے مکان سے زیادہ اونچا نہ تھا اور سب ایک کوٹھریا یا کھپریل مین رہتے تھے۔ میرے مکان مین آمنے سامنے دو دالان تھے۔ صدر کے دالان کے آگے کھپریل پڑی ہوی۔ ادھر ادھر دو کوٹھریان تھین۔ سامنے دالان کے ایک باورچیخانہ تھا۔ دوسری طرف کوٹھے کا زینہ۔ کوٹھے پر ایک کھپریل دو کوٹھریان۔ کھانے پکانے کے برتن ضرورت سے زیادہ تھے۔ دو چار دریان چاندنیان بھی تھین۔ ایسی چیزین محلے کے لوگ ہمارے گھر سے مانگنے آتے تھے۔ ہمارے گھر مین بہشتی پانی بھرتا تھا محلے کی عورتین کنوئین سے خود ہی بھر لاتی تھین۔ ہمارے ابا جب گھر سے وردی پہن کے نکلتے تھے لوگ انھین جھک جھک کے سلامین کرتے تھے۔ میری اَمان ڈولی پر سوار ہو کے مہمان جاتی تھین۔ ہمسائیان پاؤن پیدل ماری ماری پھرتی تھین۔

صورت شکل مین بھی مین اپنی ہمجولیون سے اچھی تھی۔ اگرچہ درحقیقت خوبصورتون مین میرا شمار نہین ہو سکتا۔ مگر ایسی بھی نہ تھی جیسی اب ہون۔ کھلتی ہوی چمپئی رنگت تھی۔ ناک نقشہ بھی خیر کچھ ایسا بُرا نہ تھا۔ ماتھا کسی قدر اونچا تھا۔ آنکھین بڑی بڑی تھین۔ بچپنے مین پھولے پھولے گال تھے۔ ناک اگرچہ سوتوان نہ تھی مگر چپٹی اور پہیہ بھری بھی نہ تھی۔ ڈیل ڈول بھی سن کے موافق اچھا تھا اگرچہ اب ویسی نہین رہی۔ نازکون مین میرا شمار نہ جب تھا نہ اب ہے۔ اس قطع پر پاؤن مین لال گلبدن کا پائجامہ۔ چھوٹے چھوٹے پائنچون کا۔ ٹول کا نیفہ۔ نینو کی کرتی۔ تنزیب کی اوڑھنی۔ ہاتھون مین چاندی کی تین تین چوڑیان۔ گلے مین طوق۔ ناک مین سونے کی نتھنی۔ اور سب لڑکیون کی نتھنیان چاندی کی تھین۔ کان ابھی تازے تازے چھدے تھے انمین صرف نیلے ڈورے پڑے تھے۔ سونے کی بالیان بننے کو گئی تھین۔

میری شادی میری پھوپھی کے لڑکے کے ساتھ ٹھہری ہوئی تھی۔ منگنی نو برس کے سن مین ہو گئی تھی۔ اب ادھر سے شادی کا تقاضا تھا۔ میری پھوپھی نواب گنج مین بیاہی ہوی تھین۔ پھوپھا ہمارے زمیندار تھے۔ پھوپھی کا گھر ہمارے گھر سے زیادہ بھرا پرا تھا۔ منگنی ہونے سے پہلے مین کئی مرتبہ اپنی مان کے ساتھ وہان جا چکی تھی۔ وہان کے کارخانے ہی اور تھے مکان تو کچا تھا مگر بہت وسیع دروازے پر چھپر پڑے ہوئے تھے۔ گائے بیل۔ بھینسین بندھی تھین گھی دودھ کی افراط تھی۔ اناج کی کثرت۔ بھٹون کی فصل مین منو کردن بھٹے چلے آتے تھے

کنارون کی پھاندیان کی پھاندیان پڑی ہوی ہین - اُوکھہ کے ڈھیر لگے ہوئے ہین - کوئی کہان تک کھائے -

مینے اپنے دولھا (یعنے جسکے ساتھہ شادی ٹھہری تھی) کو بھی دیکھا تھا - بلکہ ساتھہ کھیلی تھی آبا پورا جہیز کا سامان کر چکے تھے - کچھہ روپے کی اور فکر تھی - رجب کے مہینے مین شادی کا تقرر ہو گیا تھا -

رات کو آبا اماں مین جب میری شادی کی باتین ہوتی تھین مین چپکے چپکے سُنا کرتی تھی - اور دل ہی دل مین خوش ہوتی تھی - واہ میرے دولھا کی صورت - کریمن (ایک دُھنیے کی لڑکی کا نام تھا جو میرے ہمسن تھی) کے دولھا سے اچھی ہے - وہ تو کالا کالا ہے میرا دولھا گورا گورا ہے - کریمن کے دولھا کے مُنہ پر کیا بڑی سی داڑھی ہے میرے دولھا کے ابھی مونچھین بھی اچھی طرح نہین نکلین - کریمن کا دولھا ایک میلی سی دھوتی باندھے رہتا ہے - ماشی رنگی ہوی مرزئی پہنتا ہے - میرا دولھا عید کے دن کس ٹھاٹھہ سے آیا تھا - سبز سبز چھینٹ کا دگلہ - گلبدن کا پائجامہ - مصالہ کی ٹوپی - مخملی جوتہ - کریمن کا دولہ سر مین ایک پھینٹا باندھے ہوئے ننگے پاؤن پھرتا ہے -

غرضکہ مین اپنی حالت مین خوش تھی - اور کیون نہ خوش ہوتی - کیونکہ اس سے بہتر کوئی اور حالت میرے خیال ہی مین نہ آسکتی تھی - مجھے اپنی تمام آرزوئین بہت ہی جلد پوری ہوتی معلوم ہوتی تھین -

مجھے یاد نہین کہ جبتک مین اپنے ماں باپ کے گھر مین رہی مجھے کوئی صدمہ پھونچا ہو - مگر ایک مرتبہ جب میری اونگلی کا ایک چھلا چند ڈھیری کھیلنے مین جا مارا تھا - مُوا چاندی کا تار تھا - شاید ایک آنے سے زیادہ کا نہوگا - یہ اب کہتی ہون اوسوقت اتنی تمیز کہان تھی - قیمت کسی چیز کی مجھے معلوم ہی نہ تھی - مگر اس چھلے کے لیے مین اِتنا روئی کہ آنکھین سوجگئین اماں سے دن بھر چھپایا آخر جب رات کو اونھون نے انگلی خالی دیکھی - مجھسے حال پوچھا - اب کہنا ہی پڑا - اماں نے ایک طمانچہ میرے مُنہ پر مارا - مین چیخین مار مار کے رونے لگی ہچکیان بندھ گئین - اتنے مین اَبا آگئے - اوُنھون نے مجھے چُمکارا - اماں پر خفا ہوے - اوسوقت میرے دل کو کسی قدر تسکین ہوئی -

بیشک اَبا مجھے اماں سے زیادہ چاہتے تھے - اَبا نے کبھی پھول کی چھڑی نہین چھوائی

اماں ذرا ذرا سی بات پر مار بیٹھتی تھیں۔ اماں چھوٹے بھیا کو بہت چاہتی تھیں۔ چھوٹے بھیا کے لیے مینے بہت مار کھائی۔ مگر پھر بھی مجھے اوس سے انتہا کی محبت تھی۔ اماں کی ضد سے تو کبھی کبھی دو دو پہر تک مین نے گود مین نہین لیا۔ مگر جب اوسکی آنکھ اوجھل ہوئی فوراً گلے سے لگا لیا۔ گود مین اوٹھا لیا پیار کر لیا۔ جب دیکھا اماں آتی ہین۔ جلدی سے اوتار دیا اب وہ رونے لگا۔ اسپر اماں یہ سمجھتی تھین کہ مین نے رُلا دیا۔ لگین گھڑکیاں دینے۔

یہ سب کچھ تھا مگر جہان میری انگلی دُکھی اور اماں بے قرار ہو گئیں۔ کھانے پینے کا ہوش نہین۔ راتون کو نیند حرام۔ کسی سے دوا پوچھتی ہین۔ کسی سے تعویذ منگاتی ہین۔

میرے جہیز کے لیے اپنے ہاتھ گلے کا سب گہنا اوتار کے ابا کے حوالے کیا۔ کہا مین تھوڑی چاندی ملوا کے پھر سے بنوا دو۔ دو ایک عدد جو ٹوٹے بنے ہوئے ہین انکو اجلوا دو۔ گھر بھر کے زیورون سے دو چار رکھ لیے باقی نکال کے الگ کر دیے کہ انپر قلعی کرا دو۔ بلکہ ابا نے کہا بھی کہ کچھ اپنے آئندہ کا بھی خیال رکھو۔ اماں نے کہا۔ اوہ جی ہوگا! تمھاری بہن زمیندار کی بیوی ہین وہ بھی تو جانین کہ بھائی نے اوسکی کو کچھ دیا۔ لاکھ تمھاری بہن ہین سسرال کا نام برا ہوتا ہے۔ میری لڑکی ننگی بوچی جائیگی تو لوگ طعنے دینگے۔

مرزا رسوا صاحب مین نے اپنے ماں باپ کے گھر اور بچپن کی حالت کا پورا نقشہ آپ کے سامنے کھینچ دیا ہے۔ اب آپ سمجھ سکتے ہین کہ اگر مین اوس عالم مین رہتی تو خوش رہتی یا ناخوش۔ اِسے آپ خود قیاس کر سکتے ہین۔ میری عقل ناقص مین تو یہ آتا ہے کہ مین اسی حالت مین اچھی رہتی۔

ابتدا آوارگی کی جوشِ وحشت کا سبب
ہم تو سمجھے ہین مگر ناصح کو سمجھائین گے کیا

مین نے اکثر لوگون کو کہتے سنا ہے کہ جو ذات کی رنڈیاں ہین اونکا تو ذکر ہی کیا جو کچھ کرین کم ہے۔ کیونکہ وہ ایسے گھر اور ایسی حالت مین پیدا ہوتی ہین جہان سوائے بدکاری کے اور کسی چیز کا مذکور ہی نہین۔ ماں بہن جسکو دیکھتے ہین اوسی حالت مین ہے۔ مگر یہ ماں باپ کی بیٹیاں جو اپنے گھرون سے نکل کے خراب ہو جاتی ہین اونکو وہاں مارے جہاں پانی نہ ملے۔